شہزادو شیخ

اسلام آباد

عبادت

العبودیۃ کے معنی ہیں کسی کے سامنے ذلت اور انکساری ظاہر کرنا۔العبادۃ کا لفظ انتہائی درجہ کی ذلت اور انکساری ظاہر کرنے پر بولا جاتا ہے۔علامہ راغب اصفہانی کے مطابق معنوی اعتبار سے العبادہ کا لفظ العبودیۃ سے زیادہ بلیغ ہے لہٰذا عبادت کی مستحق بھی وہ ہی ذات ہو سکتی ہے جو بے حد صاحب افضال وانعام ہو اور ایسی ذات صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہی ہے۔اسی لیے سورۃ الاسرا (۱۷۔۲۳) میں ارشاد ہے:

کہ اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو۔

سورۃ البقرۃ (۲۔۲۱) میں ارشاد ہے:

اپنے پروردگار کی عبادت کرو۔

اسی طرح سورۃ النساٗ (۴۔۳۶) میں ارشاد ہے:

اور اللہ تعالیٰ ہی کی عبادت کرو، اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو۔

ایک عبادت یا قوانین کی اطاعت بالتسخیر ہے، جس کی پوری کائنات کی ہر چیز پابند ہے۔دوسری بالاختیار، جس کا تعلق، ذی عقل مخلوق، جیسے انسان، کے ساتھ ہے۔اسی لحاظ سے حسن پر بھی عبدٌ کا لفظ بولا گیا ہے۔

عبدٌ کے معنی ہیں محکوم اور مطیع۔لہٰذا اللہ تعالیٰ کی عبدیت اور عبادت کے معنی ہیں اس کی محکومیت اور اطاعت میں رہنا۔ظاہر ہے اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور محکومیت اس کے قوانین کے مطابق اور ان کے ذریعے ہی کی جا سکتی ہے۔اس لیے اللہ تعالیٰ کی عبادت سے مراد ہے اللہ تعالیٰ کے قوانین کی اطاعت اور محکومیت سوچ اور عمل میں یقیناً اور صدق دل سے اختیار کرنا۔سورۃ مریم (۱۹۔۹۳) میں ارشاد ہے:

تمام شخص جو آسمان اور زمین میں ہیں خدا کے روبرو مطیع بندے بن کر آئیں گے۔

اللہ تعالیٰ کے عبد وفرمانبردار بندے ہیں جو عبادت اور تعبید اری کی بدولت عبودیت کا درجہ حاصل کرتا ہے۔ اللہ

تعالیٰ نے اپنے مخلص بندوں کا قرآن پاک میں خاص طور پر اور ان کے نام لے لے کر ذکر کیا ہے۔

اور ہمارے بندے ایوب کو یاد کرو۔ (۳۸_۴۰)

عباد الرحمن کے معنی ہیں وہ لوگ جو صرف قوانین خداوندی کی اطاعت کرتے ہیں۔ اپنی تمام قوتوں اور صلاحیتوں کو اسی نظم وضبط (discipline) کے ساتھ استعمال کرتے ہیں، جو اللہ تعالیٰ کے قانون نے متعین کیا ہے۔ اسی نظریہ یا فلسفہ سے ہی ایاک نعبد وایاک نستعین کا مفہوم واضح ہوتا ہے۔

چنانچہ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ کی عبادت کی اصطلاح میں اس کی حکومت، حکمرانی اور اقتدار اعلیٰ شامل ہے۔

سورۃ الکہف (۱۸_۲۶) میں ارشاد ہے:

وہ (اللہ تعالیٰ) اپنی حکومت (حکم، حکمرانی) میں کسی کو شریک نہیں کرتا۔

اسی سورہ مبارکہ (الکہف، ۱۸_۱۱۰) میں ارشاد ہے:

ان کو اپنے رب کی عبادت میں کسی کو شریک نہیں کرنا چاہیے۔

اسی طرح سورۃ یوسف (۱۲_۴۰) میں پہلے کہا گیا ہے کہ:

حکومت اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کی نہیں ہوسکتی،

اور پھر اس کے بعد اسی آیہ مبارکہ (۱۲_۴۰) میں کہا گیا ہے:

اس نے حکم دیا ہے کہ اس کے سوا کسی کی محکومیت اور محکومیت اختیار نہ کرو۔

ان آیات مبارکہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ قرآن پاک نے حکومت اور عبادت کے الفاظ مترادف معانی میں بھی استعمال کیے ہیں۔ قرآن پاک بتاتا ہے کہ موسیٰ نے فرعون سے کہا کہ تم جو اپنے احسانات جتا رہے ہو، تو وہ اس کے سوا کیا ہیں کہ:

تم نے بنی اسرائیل کو اپنا مطیع اور محکوم (غلام) بنا رکھا ہے۔

لہٰذا قرآن پاک کے مطابق مؤمنین وہ ہیں جو اللہ تعالیٰ پر ایمان کے ساتھ، اس کے احساس اور شعور (تقویٰ) کے ساتھ اپنی سوچ، ہر قول اور فعل کو اس کی عبادت یعنی اس کی اطاعت اور فرمانبرداری کے طور پر اختیار کرتے ہیں۔ حقیقت میں تقویٰ کا مطلب بھی یہی ہے۔

عبادت سے مراد اگر صرف پرستش ہوتی، تو اس کے ساتھ ساتھ حکمرانی اور انسان کی خلافت کا ذکر نہ کیا جاتا۔ قرآن پاک کے الفاظ سے ظاہر ہوتا ہے کہ مؤمنین کو حکومت دینے کے وعدے اس لیے کیے گئے ہیں کہ وہ نہ صرف عام معنوں میں اللہ تعالیٰ کی پرستش کرینگے، بلکہ اس کے اس کی عبادت یعنی اطاعت اور فرمانبرداری میں کسی کو شریک نہیں کرینگے، جس کا مطلب ہے خالصتاً اس کے احکامات یعنی اس کے دین کے مطابق اس کی اطاعت کو باقاعدگی سے اختیار کرینگے، اور اپنے دائرہ اختیار میں قائم رکھینگے۔

سورۃ النور (۲۴_۵۵) میں ارشاد ہے:

اللہ تعالیٰ وعدہ کرتا ہے تم میں سے ان لوگوں کے ساتھ جو نظام خداوندی کو قبول کر لینگے، اور اس کے اصلاح معاشرہ کے نظام پر عمل پیرا ہونگے کہ انہیں دنیا میں اقتدار اور خلافت سے نوازا جائیگا جس طرح قبل ازیں ایسی اقوام کو نوازا جاتا رہا ہے۔ اور ان کے اس نظام زندگی کو مستحکم کر دیا جائیگا جس نظام زندگی کو ہم نے ان کے لیے پسند کیا ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ ان کے خوف کی حالت امن سے بدل جائیگی اور وہ پورے اطمینان سے ہمارے قوانین کی قطاعت کر سکین گے۔

جہاں تک محض پرستش کا تعلق ہے، تو وہ تو غلام قومیں بھی اپنے اپنے طریقے سے پوجا پاٹ کرتی رہتی ہیں۔ قرآن پاک نے تو وعدہ کیا ہے کہ انسان ذات کی بھلائی کے لیے، صرف ایک اللہ تعالیٰ کے احکامات کی اطاعت اور فرمانبرداری کرنے سے انسان باقی سب مذہبی، سیاسی، معاشی، اور معاشرتی استبداد سے نجات حاصل کر لے گا، آزاد ہو جائیگا، اسے امن اور خوشحالی نصیب ہوگی۔ یہی اللہ تعالیٰ کے احکامات اور اس کی عبادت کا منشاً ہے۔ قوانین خداوندی کی اطاعت اختیار کرنے کا مقصد ہے کہ انسان کو اس دنیا میں جنت کی طرح خوشگوار زندگی حاصل ہو جائے اور اس کی شخصیت کی ایسی نشوونماً ہو جائے کہ جس سے بعد کی ابدی خوشگوار زندگی کے لیے بھی

وہ ارتقائی منازل طے کرنے کے قابل ہو جائے۔

یہ اطاعت دراصل انسانی فطرت کے اس پہلو سے تعلق رکھتی ہے جس سے انسانی تمدن اور تہذیب وضع ہوتے ہیں۔ یہ بلند اقدار اور ارتقا کی بنیاد فراہم کرتی ہے۔ اس کا چونکہ انسان کی اپنی ذات و اندرونی صلاحیتوں سے گہرا رشتہ ہوتا ہے یہ باہر سے عائد اور مسلط کرنے سے مطلوبہ نتائج حاصل نہیں کر سکتی۔ یہ اندرونی یعنی نفس اور روح کی قوتوں سے قربت اور کامیابی حاصل کرتی ہے۔ یہ دل اور ذہن کی ہم آہنگی سے، سچائی اور تسلیم سے تقویٰ کے درجات حاصل کرنے کس ذریعہ ہوتی ہے۔

زمانہ قدیم کی جہالت میں انسان فطری قوتوں سے ڈر کر، انہیں خوش کرنے کے لیے ان کے لیے اپنے طور پر اپنے ذہن اور ظن سے پرستش اور بندگی کے طریقے وضع کرتا تھا۔ لیکن قرآن نے اللہ تعالیٰ، الرحمٰن کی بیکراں محبت، عنایت اور احسان میں خشوع اور خضوع سکھایا، اللہ تعالیٰ کے عدل و انصاف، اس کے مکافات عمل کے قانون، اور اس کی سزا اور جزا سے خبردار کرتے ہوئے اس سے ڈر سکھایا، اور تقویٰ سے بلندیوں کی طرف ارتقا کے درجات کے حصول کے لیے لگن اور کوشش کے طریقے اور ذریعے سمجھائے۔ ساتھ ہی ساتھ قرآن پاک نے طاغوت اور شیطان کی غلامی کے انداز سے بھی آگاہ کیا۔ انسان کے خود اپنے جذبات اور لذتوں کے آگے جھک جانے اور ان کا گرویدہ غلام بن جانے سے لیکر دوسرے انسانوں کی ذلت

آمیز محکومانہ عقیدتمندی اور مردہ چیزوں اور بتوں کے آگے اپنی خودی اور خود کو سجدہ ریز کرنے کو شرک قرار دیا، جس سے حقیقت میں ہر قسم کی توہم پرستی اور سب قسم کے کفر یعنی نافرمانی اور قانون شکنی کی بنیاد پڑتی ہے۔

اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری عبادت اور طاغوت کی تعبیداری کی وضاحت، سورۃ النحل (١٦ـ ٣٦) میں اس طرح کی گئی ہے:

اور بیشک ہر قوم میں رسول بھیجا اور تاکید کی کہ صرف اللہ تعالیٰ کی اطاعت کریں اور ہر غیر خدائی حکمرانی کی محکومیت اور تعبیداری سے باز رہیں، سو ان میں سے بعض نے اللہ تعالیٰ کے قانون کے مطابق صحیح راستہ اختیار کر لیا اور بعض نے اس سے انکار کیا تو گمراہی ان پر ثبت ہو گئی۔ تو تم دنیا میں گھوم پھر کر دیکھ لو اور اقوام عالم کے تاریخی واقعات اور آثار پر غور کرو کہ قوانین خداوندی کے جھٹلانے والوں کا انجام کیا ہوا؟

سورہ البقرۃ (۲۔ ۱۳۶ تا ۱۳۸) میں خالصتاً اللہ تعالیٰ کا بندہ بننے کی وضاحت کی گئی ہے۔ ارشاد ہے:

کہو ہم اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتے ہیں، اور اس ضابطہ حیات پر جو اس نے ہماری طرف نازل کیا ہے یہ ضابطہ حیات اپنی اصل میں ویسا ہی ہے جیسا اس سے قبل نازل کیا گیا تھا، ابراہیم، اسمٰعیل، اسحٰق، یعقوب اور دیگر انبیائے بنی اسرائیل کی طرف اور دیا گیا تھا موسیٰ اور عیسیٰ کو، بلکہ تمام انبیائے کرام کو ان کے رب کی جانب سے۔ کہو ہم ان تمام انبیاء کو ایک ہی سلسلہ کی کڑیاں سمجھتے ہیں۔ یہ ہے، اور ہم اسی کی رو سے اللہ تعالیٰ کے قوانین کی اطاعت کرتے ہیں۔ اگر یہ لوگ بھی اس ضابطہ حیات کے مطابق زندگی بسر کریں جس طرح تم اس کے مطابق زندگی بسر کرتے ہو تب یہ لوگ اللہ تعالیٰ کے متعین کردہ راستے پر ہونگے۔ اور اگر یہ اس سے اعراض برتیں گے تو یہ اعراض اس راستہ سے ہٹ جانے کے مترادف ہوگا جس پر تمام انبیاء تھے۔ بہرحال تمہارے لیے اللہ تعالیٰ کا نظام کافی ہے اس لیے کہ یہ اس اللہ تعالیٰ کا نظام ہے جو سب کچھ سننے والا اور جاننے والا ہے۔ لہٰذا تم قوانین خداوندی سے ہم آہنگ ہو کر اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کے رنگ میں رنگ لو اور اللہ تعالیٰ کے رنگ سے زیادہ حسین و متوازن اور کس کا رنگ ہو سکتا ہے۔ کہو ہم نے خالصتاً اللہ تعالیٰ کے قوانین کی اطاعت اختیار کر لی ہے۔

سورۃ الانبیاء (۲۱۔ ۱۰۵، ۱۰۶) میں عابدین کی وضاحت اس طرح سے کی گئی ہے:

ہم (اللہ تعالیٰ) نے ہر کتاب وحی میں متعلقہ امور کو سامنے لانے کے بعد بطور قانون اساسی کے لکھ دیا تھا کہ دنیا کی فرمانروائی میرے ان بندوں کے حصہ میں آئیگی جب میں اس کی صلاحیت ہوگی۔ یہ اساسی قانون حیات اپنے اندر روشن حقیقت رکھتا ہے، ہر اس قوم کے لیے جو ہمارے قوانین کے تابع زندگی بسر کرتی ہے۔

شیطان کی عبادت کے مفہوم کی وضاحت، سورہ یٰسین (۳۶۔ ۶۰ تا ۶۲) میں اس طرح کی گئی ہے:

اے بنی آدم کیا ہم نے تمہاری طرف یہ حکم نہیں بھیجا تھا کہ تم سرکش قوتوں اور اپنے مفاد پرستانہ جذبات کا اتباع نہ کرنا، اس لیے کہ یہ تمہارے کھلے ہوئے دشمن ہیں، اور یہ کہ اطاعت صرف ہمارے قوانین کی کرنا، یہی وہ سیدھی راہ ہے جو تمہیں منزل مقصود تک پہنچائیگی۔ اس کے باوجود تمہاری اکثریت صحیح راہ سے بھٹک گئی۔ کیا تم عقل و فکر

سے کام نہیں لیتے تھے؟ اس کا نتیجہ یہ جہنم ہے، جس سے تمہیں بار بار آگاہ کیا جاتا رہا۔

عبادت یا اطاعت اور محکومی کی وضاحت، سورۃ آل عمران (۳۔۷۹) میں اس طرح کی گئی ہے:
کسی انسان کو یہ حق حاصل نہیں، اللہ تعالیٰ نے اس کے سپرد خواہ قانونی امور کی انجام دہی کر رکھی ہو اور خواہ انتظامی امور کی، حتیٰ کہ وہ نبوت جیسے بلند مقام پر فائز کیوں نہ ہو، کہ وہ دوسرے انسانوں سے مطالبہ کرے کہ وہ اس کے محکوم بن جائیں، بجائے اللہ تعالیٰ کے قوانین کی محکومیت کے۔

سورۃ الشعرا (۲۶۔۲۲) میں عبدیت اور محکومی کی اس طرح وضاحت کی گئی ہے:
موسیٰ نے فرعون سے کہا تم نے میری ذات پر احسانوں کا ذکر کیا ہے تو کیا اس کا مطلب یہ ہو کہ تم اس کے بدلے میں بنی اسرائیل کا اپنا محکوم بنائے رکھو!

سورۃ الزمر (۳۹۔ ا تا ۳) میں غیر اللہ کی عبادت، اطاعت، تعبیداری، اور محکومیت کا مطلب اس طرح سمجھایا گیا ہے:
یہ ضابطہ قوانین نازل کیا گیا ہے اس اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو ہر شے پر غالب ہے، اور تمام سلسلہ کائنات کو کمال تدبر و حکمت سے چلا رہا ہے۔ اس نے تمہاری طعف یہ ضابطہ قوانین نازل کیا ہے صحیح تعمیری نتائج پیدا کرنے کے لیے۔ لہٰذا تم ان قوانین کی اطاعت کرو خالصتاً اس کے دیے ہوئے نظام کی خاطر۔ یاد رکھو نظام حیات خالصتاً اللہ تعالیٰ کے قوانین پر مبنی ہوتا ہے۔ اس سلسلہ میں جو لوگ قوانین خداوندی کے سوا دیگر اولیاء اور کارسازوں کا دامن پکڑتے ہیں وہ ان کی اطاعت و محکومی اس لیے اختیار کرتے ہیں کہ وہ ان کا وسیلہ بن کر انہیں اللہ تعالیٰ کا مقرب بنا دینگے۔ بہر حال اللہ تعالیٰ نے قرآن میں ان تمام امور کا فیصلہ کر دیا ہے جن کے اندر یہ لوگ اختلافات میں پڑے ہوئے ہیں۔ یاد رکھو انہیں اللہ تعالیٰ کی رہنمائی حاصل نہیں ہو سکتی جو ہماری طرف کسی قسم کی جھوٹی بات منسوب کرتے ہیں یا ہمارے نازل کردہ قوانین پر پردے ڈالتے ہیں۔

جو اپنی خواہشات اور لذت کی اطاعت کرتے ہیں وہ اپنے ہی نفس کے غلام ہیں اور جو دولت، دنیا یا اس کی کسی

فرضی یا کسی قسم کی قوت کی تعبید اری، اطاعت، فرمانبرداری یا محکومی اختیار کرتے ہیں وہ اسی کے غلام ہیں۔
تعلیم القرآن میں، مشتاق احمد خان نے عبادت کے کچھ اور پہلوؤں اور ان کے مطلب کی بھی وضاحت کی ہے، مثلاً:

سورہ التوبہ (۹۔۱۱۱ تا ۱۱۲) میں عبودیت اور رکوع وسجود کا مفہوم:
اللہ تعالیٰ کے نظام نے ایک معاہدہ کے تحت خرید لیے ہیں مؤمنین سے ان کی جانیں اور ان کے اموال ور اس کے معاوضہ میں انہیں جنتی زندگی کی ضمانت دی جاتی ہے۔ یہ لوگ قیام نظام خداوندی کے لیے جنگ لڑنی پڑے تو لڑتے ہیں، مارتے ہیں اور مرتے بھی ہیں۔
اللہ تعالیٰ کے ذمہ ان کے لیے جنتی زندگی کا پختہ وعدہ ہے، جو سابقہ آسمانی کتابوں تورات اور انجیل میں بھی مذکور تھا۔ اور اب اس کی تجدید قرآن میں کی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ سے بڑھ کر اپنے عہد پورا کرنے والا اور کون ہوگا۔ سو اے جماعت مؤمنین تم خوشیاں مناؤ اس سودے پر جو تم نے نظام خداوندی سے کیا ہے۔
اس لیے کہ یہی زندگی کی سب سے بڑی کامرانی ہے۔ اس معاشرہ کے لوگ اپنی غلطیوں کی اصلاح کرتے ہیں۔
وہ قوانین خداوندی کی پوری پوری اطاعت کرتے ہیں، اور ان قوانین کے قابل حمد وستائش ہونے کے دل سے قائل ہوتے ہیں، اور قیام نظام خداوندی کے سلسلہ میں دنیا کی سیاحت کرتے ہیں، وہ اللہ تعالیٰ کے قوانین کے آگے فرمانبرداری میں جھکتے ہیں اور دل کے پورے ارادہ سے ان کے آگے سر تسلیم خم کیے رکھتے ہیں۔ وہ دنیا میں اللہ تعالیٰ کے قوانین کا نفاذ کرتے ہیں اور غیر خدائی قوانین کے نفاذ کو روکتے ہیں اور قوانین خداوندی کی قائم کردہ تمام حدود کی نگہداشت کرتے ہیں۔ یہ ہیں وہ مؤمنین جن کے لیے دنیا اور آخرت کی زندگی میں بشارتیں ہیں۔

سورہ الزمر (۳۹۔۶۳ تا ۶۵) میں جاہلانہ تصور اطاعت اور خسارہ اٹھانے والوں کی نشاندہی:
دیکھو، اس کائنات کی بلندیوں اور پستیوں کے اختیارات اور اقتدار صرف اللہ تعالیٰ کے قبضہ میں ہے۔ سو جو لوگ اللہ تعالیٰ کے قوانین کے خلاف چلیں گے، وہ نقصان اٹھائینگے۔ ان سے پوچھو کیا تم یہ چاہتے ہو کہ میں اللہ تعالیٰ کے قوانین کو چھوڑ کر اوروں کی اطاعت کروں؟ تمہارا یہ مطالبہ بڑا ہی جاہلانہ ہے۔
جبکہ یہ نظام تمہیں بذریعہ وحی دیا جا چکا ہے، اور تم سے قبل کے لوگوں کو بھی دیا گیا تھا، اس تاکید کے ساتھ کہ اللہ

تعالیٰ کے قوانین کے ساتھ دوسرے قوانین کو شریک نہ کیا جائے، ورنہ تمہارے سب کیے دھرے پر پانی پھر جائیگا، اورتم سخت خسارہ اٹھانے والوں میں شامل ہو جاؤ گے۔

سورہ العنکبوت (۲۹۔۵۶تا۵۹) میں بتایا گیا ہے کہ قیام نظام خداوندی عبادت ہے:
اے میرے وہ بندو! جنہوں نے نظام خداوندی کو قبول کرلیا ہے، اگر کسی خطہ زمین پر نظام خداوندی قائم نہ ہو سکے تو گھبرانے کی کوئی بات نہیں۔ ہماری زمین وسیع ہے۔ کسی ایسے خطہ زمین کی طرف چلے جاؤ جہاں حالات سازگار ہوں اور وہاں تم قوانین خداوندی کے مطابق معاشرہ قائم کرسکو۔ اس جدوجہد میں زیادہ سے زیادہ یہی ہوگا کہ جان دے دو گے۔ سو یہ کوئی بڑی بات نہیں۔ ہر ذی نفس نے ایک دن یہ مزہ چکھنا ہی ہے۔ تمہارا ہر قدم ہماری مقرر کردہ منزل کی طرف اٹھنا چاہیے۔ جو لوگ نظام خداوندی کو قبول کر کے ہمارے تجویز کردہ صلاحیت بخش پروگراموں پر عمل پیرا ہونگے تو ہم انہیں ایسے خوشگواریوں اور سرفرازیوں کے حامل جنتی معاشرہ میں داخل کردینگے جس کی تہ میں قوانین خداوندی کے ساتھ چشمے رواں دواں ہوں گے اور وہ ہمیشہ اس سدا بہار معاشرہ میں رہینگے۔ دیکھو، کام کرنے والوں کو ان کے کام کا کتنا اچھا اجر دیا جاتا ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے ہر طرح کے حالات کا صبر اور استقامت سے مقابلہ کیا اور اپنے رب کے نظام پر بھروسہ قائم رکھا۔

سورہ النور (۲۴۔۵۵) میں استخلاف فی الارض اور یعبدوننی کا تعلق اس طرح سمجھایا گیا ہے:
اللہ تعالیٰ وعدہ کرتا ہے تم میں سے ان لوگوں کے ساتھ جو نظام خداوندی کو قبول کرلیں گے اور اس کے اصلاح معاشرہ کے پروگراموں پر عمل پیرا ہونگے کہ انہیں دنیا میں اقتدار و استخلاف سے نوازا جائیگا، جس طرح قبل ازیں ایسی اقوام کو نوازا جاتا رہا ہے۔ اور ان کے نظام زندگی کو مستحکم کردیا جائیگا، جس نظام زندگی کو ہم نے ان کے لیے پسند کیا ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ ان کے خوف کی حالت امن سے بدل جائیگی، اور وہ پورے اطمینان سے ہمارے قوانین کی اطاعت کرسکینگے۔

سورۃ یوسف (۱۲۔۴۰) میں دین القیم کے مفہوم کی وضاحت اس طرح کی گئی ہے:
دیکھو، اللہ تعالیٰ کے سوا جن کی تم تعبیداری اختیار کرتے ہو وہ اس کے سوا کیا ہیں کہ چند نام ہیں جو تم نے اور

تمہارے آباواجداد نے رکھ چھوڑے ہیں ۔اللہ تعالٰی نے ان کے لیے کوئی سند نہیں نازل کی ۔
یاد رکھو، حقِ حکومت اللہ تعالٰی کے سوا کسی کو حاصل نہیں ۔اس کا فرمان ہے کہ اس کے سوا کسی اور کی محکومیت اختیار نہ کی جائے ۔
یہی مستحکم دین یا نظام حیات ہے ۔

سورۃ الذاریات (۵۱ ۔ ۵۵تا۵۸) میں بھی وضاحت کی گئی ہے کہ عبادت بندوں کے مفاد میں ہے، اس سے اللہ تعالٰی کا کوئی مفاد وابستہ نہیں :
اور قوانین خداوندی کو مؤمنین کے سامنے مسلسل وپیہم لاتے رہو ۔یہ طریقہ کار ان کے لیے بڑا نفع بخش ثابت ہوگا ۔یاد رکھو، انسانی تخلیق کی غرض و غایت اس طرح پوری ہوگی وہ خواہ غیر ترقی یافتہ اقوام ہوں اور خواہ ترقی یافتہ مہذب اقوام، کہ وہ اللہ تعالٰی کے نظام کی اطاعت کریں ۔
دیکھو، اس نظام کی تشکیل سے اللہ تعالٰی کا اپنا کوئی مفاد وابستہ نہیں ۔اسے اپنے لیے نہ تو سامان زیست چاہیے اور نہ سامان خورد ونوش ۔وہ تو خود ساری مخلوق کو سامان رزق مہیا کرتا ہے اور بڑی محکم قوتوں کا مالک ہے ۔

سورہ الحج (۲۲ ۔۱۱) میں مفاد پرستوں کا انداز عبادت یا اطاعت کی نشاندہی کی گئی ہے :
انسانوں میں ایسے بھی ہیں جو قوانین خداوندی کی اطاعت اس طرح کرتے ہیں گویا کنارے پر کھڑے ہیں ۔اگر کسی قانون کی اطاعت میں کوئی فوری فائدہ نظر آجائے تو مطمئن ہوجاتے ہیں، لیکن اس طرح کا کوئی فائدہ نظر نہ آئے تو بلاتامل منہ موڑ لیتے ہیں ۔اس روش کا نتیجہ دنیا میں بھی خسارہ ہے اور آخرت میں بھی اور یہ ایسا کھلا ہوا خسارہ ہے جس کے لیے کسی دلیل کی بھی ضرورت نہیں ۔